جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر
مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

روزہ سے متعلق مسائل

تالیف

مفتی محمد صاحب

پیشکش: ابوزبیر

[inbox0313@yahoo.com]

فہرست

عنوان — صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیاتِ قرآنیہ

رمضان المبارک میں قرآن مجید اتارا گیا:

ترجمہ: ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کی واضح علامات ہے اور فیصلہ کرنے والی ہے، سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو اس کا روزہ رکھنا چاہیے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام میں روزوں کی تنگی پوری کر لے۔'' (سورة البقرة : ١٨٥)

احادیثِ نبویہ ﷺ

روزہ توڑنے پر وعید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ نہ رکھے تو غیر رمضان میں چاہے عمر بھر روزے رکھے لیکن اس ایک روزے کے برابر نہیں ہو سکتے (یعنی ثواب میں اس کے برابر نہیں ہو سکتے)۔'' (ترمذی، أبو داؤد، مسند أحمد، إبن ماجه)

چار چیزیں:

حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(علاوہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو (پورا) کام نہ دیں گی

جب تک سب کو ادا نہ کرے نماز، زکوٰۃ اور رمضان کے روزے، بیت اللہ شریف کا حج۔"

(مسند أحمد)

(01) عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " إذا دخل رمضان فتحت أبواب السماء، وفي رواية : فتحت أبواب الجنة، وغلقت أبواب جهنم، وسلسلت الشياطين، وفي رواية : فتحت أبواب الرحمة ."

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب رمضان کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔"

(02) وعن سهل بن سعد رضي الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " في الجنة ثمانية أبواب: منها باب يسمى الريّان، لا يدخله إلا الصائمون ." (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام "باب الرّیان" ہے، اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔"

(03) وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " من صام رمضان إيمانا واحتسابا، غفرله ما تقدم من ذنبه، و من قام رمضان إيمانا و احتسابا، غفرله ما تقدم من ذنبه، و من قام ليلة القدر إيمانا و

احتسابا، غفرله ما تقدم من ذنبه ." (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس شخص نے رمضان کی راتوں میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے عبادت کی تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس شخص نے لیلۃ القدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے عبادت کی تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

(04) وعن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم : " كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف، قال اللّٰه تعالىٰ إلا الصوم، فإنه لي و أنا أجزى به، يدع شهو ته و طعامه من أجلي . للصائم فـرحتـان : فـرحة عـند فطره، و فرحة عند لقاء ربه. و لخلو ف فم الصائم أطيب عند اللّٰه مـن ريـح الـمسك، و الـصيـام جُنَّة، و إذا كان يوم صوم أحد كم، فلا يرفث و لا يصخب، فإن سابه أحد أو قاتله فليقل إني امرؤ صائم ." (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسانوں کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں (اپنی شان کے مطابق) اس کا بدلہ دوں گا، بندہ میری خاطر اپنی نفسانی خواہشات اور کھانے پینے کو قربان کرتا ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی (ہر روز) افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے

زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اس کو چاہیے کہ فحش باتیں اور شوروغل نہ کرے، اگر کوئی اس کو برا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو اس سے کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔"

(05) عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : " إذا كان أول ليلة من شهر رمضان صفّدت الشياطين ومردة الجن، وغلقت أبواب النار، فلم يفتح منها باب، و فتحت أبواب الجنة، فلم يغلق منها باب، وينادي مناد: يا باغى الخير! أقبل ويا باغى الشر! أقصر. وللّٰه عتقاء من النار، وذلك كل ليلة ." (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات باندھ لئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں، پس ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے: "اے نیکی کے طلبگار! آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار! رک جاؤ" اور اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتے ہیں۔"

(06) عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : " أتاكم رمضان، شهر مبارك، فرض اللّٰه عليكم صيامه، تفتح فيه أبواب السماء، وتغلق فيه أبواب الجحيم، وتغلّ فيه مردة الشياطين. للّٰه فيه ليلة خير من ألف شهر، من حرم خيرها فقد حرم ." (مسند أحمد و نسائی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ فرض کیا ہے، اس میں

آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا تو وہ مکمل طور پر محروم رہا۔"

(07) وعن عبد اللہ بن عمرو رضي اللہ تعالیٰ عنه: أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: "الصیام والقران یشفعان للعبد، یقول الصیام: أي رب! إني منعته الطعام والشهوات بالنهار، فشفعني فیه، ویقول القرآن: منعته النوم باللیل، فشفعني فیه، فیشفعان." (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کرتے ہیں، روزہ کہتا ہے: اے میرے رب! میں نے اس کو دن کے وقت کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا آپ اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالیجئے اور قرآن کہتا ہے: میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روکے رکھا، لہٰذا آپ اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالیجئے، پس دونوں کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔"

(08) وعن أنس بن مالك رضي اللہ تعالیٰ عنه قال: دخل رمضان، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "إن هذا الشهر قد حضرکم، وفیه لیلة خیر من ألف شهر، من حرمها فقد حرم الخیر کله، ولا یحرم خیرها إلا کل محروم." (ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحقیق تم پر یہ مہینہ آگیا ہے اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا تو بے شک وہ ہر بھلائی سے محروم رہا

اوراس کی بھلائی سے محروم نہیں رکھا جاتا مگر ہر محروم شخص کو۔“

(09) وعن سلمان الفارسي رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال : خطبنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم فى آخر يوم من شعبان، فقال : يا أيها الناس! قد أظلكم شهر عظيم، شهر مبارك، شهر فيه ليلة خير من ألف شهر. جعل اللّٰه صيامه فريضة، وقيام ليله تطوعا. من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه، ومن أدى فريضة فيه كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه. وهو شهر الصبر، والصبر ثوابه الجنة، وشهر المواساة، وشهر يزاد فيه رزق المؤمن. من فطر فيه صائما كان له مغفرة لذنوبه، وعتق رقبته من النار، وكان له مثل أجره من غير أن ينتقص من أجره شيئ، قلنا: يا رسول اللّٰه! ليس كلنا نجد ما نفطر به الصائم. فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يعطى اللّٰه هذا الثواب من فطر صائما على مذقة لبن، أو تمرة، أو شربة من ماء. ومن أشبع صائما سقاه اللّٰه من حوضى شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة. وهو شهر أوله رحمة، وأوسطه مغفرة، وآخره عتق من النار. ومن خفف عن مملوكہ فيه غفر اللّٰه له، وأعتقه من النار." (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہم سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تحقیق تم پر ایک عظیم مہینہ اور ایک برکت والا مہینہ آیا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے کو فرض فرمایا ہے اور اس کی رات کی عبادت کو نفل قرار دیا ہے، جو شخص اس میں کوئی غیر فرض (نفل یا سنت) عبادت کرتا ہے تو اس کا ثواب دیگر مہینوں میں فرض ادا کرنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں فرض عبادت بجالاتا ہے تو وہ دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے والے کی طرح ثواب پاتا ہے اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ

ہمدردی کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن بندے کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور اس کی گردن کے لئے آگ سے چھٹکارے کا سبب ہوگا اور اس کو روزہ دار کے اجر کے برابر اجر ملے گا، روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی کئے بغیر۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک روزہ دار کو افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتے ہیں جو تھوڑی سے دودھ پر یا ایک کھجور پر یا ایک گھونٹ پانی پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (حوضِ کوثر) سے ایسا پانی پلائے گا کہ پھر اسے جنت میں داخلے تک پیاس نہیں لگے گی اور یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ گناہوں سے مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی ہے اور جو شخص اس میں اپنے غلام (نوکر) کے کام میں تخفیف (کمی) کردے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو جہنم سے رہائی عطا فرمائے گا۔

(10) وعن ابن عباس رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا دخل شهر رمضان أطلق كل أسير وأعطى كل سائل." (مشكوٰة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو رہا فرماتے تھے اور ہر مانگنے والے کو دیتے تھے۔"

(11) وعن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: " إن الجنة تزخرف لرمضان من رأس الحول إلى حول قابل، قال فإذا كان أول يوم من رمضان هبت ريح تحت العرش من ورق الجنة على الحور العين، فيقلن: يا رب! اجعل لنا من عبادك أزواجا، تقر بهم أعيننا، وتقر أعينهم بنا." (مشكوٰة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جنت سال کے شروع سے اگلے سال تک رمضان کے لئے سجائی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے درختوں کے پتوں سے حورِعین کے سر پر ہوا چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں: اے ہمارے رب! ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے شوہر مقرر فرما دیجئے تا کہ ان کی وجہ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور ہماری وجہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔''

(12) وعن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه و سلم أنه قال: "يغفر لأمته في آخر ليلة من رمضان، قيل يا رسول اللّٰه! أهي ليلة القدر، قال: لا، ولكن العامل إنما يوفى أجره إذا قضى عمله." (مسند أحمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان کی آخری رات میری امت (کے روزہ داروں) کی مغفرت کی جاتی ہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! کیا وہ رات لیلۃ القدر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ کام کرنے والا جب اپنا کام مکمل کر لیتا ہے تو اسے اسی وقت اس کی پوری مزدوری دے دی جاتی ہے۔''

فضائل

روزہ دار کے مُنہ کی بو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن آدم کے ہر نیک عمل کا اجروثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''روزہ اس سے مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود (اپنے شایانِ شان) اس کا بدلہ دوں گا کہ روزہ دار میری ہی خاطر نفسانی خواہشات اور کھانے پینے کو قربان کرتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت افطار کے وقت ملتی ہے اور دُوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی اور روزہ دار کے مُنہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہے۔'' (صحاح ستہ)

روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری)

مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اگلے گناہ بھی معاف کردیئے جائیں گے۔

رمضان میں شیاطین قید ہوجاتے ہیں:

ماہِ رمضان شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

روزہ دار کے لئے جنت کا مخصوص دروازہ:

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''باب الرّیّان'' کہا جاتا ہے، روزہ داروں کو اس طرف بلایا جائے گا (کہ اس دروازہ سے جنت میں داخل ہوں) چنانچہ تمام روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور جو اس سے داخل ہوگیا، اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ (بخاری و مسلم)

روزہ توڑنے پر وعید:

جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ افطار کر دے، غیر رمضان میں چاہے عُمر بھر روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتے۔ (ترمذی، أبو داود، أحمد، ابن ماجہ)

یہ فضائل کیسے حاصل ہوں گے؟

(۱) روزہ کے جتنے فضائل سطورِ بالا میں بیان کئے گئے ہیں، ان کے حصول کی لازمی شرط یہ ہے کہ روزہ ہر قسم کے منکرات و معاصی اور بدعات سے اجتناب کے ساتھ رکھا جائے، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور قلب و دماغ اطاعت سے معمور اور معصیت سے مجتنب ہوں۔ کسبِ معاش، معاملات، معاشرت غرض حقوق اللہ و حقوق العباد کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے بچانے کی کوشش ہو۔

روزہ وہ عظیم الشان عبادت ہے کہ قرآن کریم نے اسے تقویٰ یعنی ترکِ معاصی کا نسخہ قرار دیا ہے، مگر کتنے مسلمان ہیں جو پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ سال سے رمضان کے روزے رکھ رہے ہیں، لیکن ان کی زندگی میں کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی، جو گناہ ان کی زندگی میں تھے، وہ سالوں روزے رکھنے کے باوجود جوں کے توں ہیں، اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آج کل کے مُسلمان روزے سے گناہ چھوڑنے کا قصد و نیت ہی نہیں کرتے اور گناہوں سے اجتناب کے اہتمام کے ساتھ روزہ رکھتے ہی نہیں، جو باطنی امراض سے حصولِ شفاء کے لئے شرط لازم ہے۔ ایسے لوگوں کا روزہ گو جمہور علماء کی رائی کے مطابق ذمّہ سے سقوطِ فرض کا ذریعہ بن جائے گا مگر اس سے کوئی فضیلت اور ثواب حاصل نہیں ہوگا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ ''جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹے کردار و گفتار سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا

پیا سا رہنے سے کوئی غرض نہیں۔'' (بخاری)

☆ ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے روزہ کا ثمرہ بھوکا رہنے کے سوا اور کچھ نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جن کے لئے شب بیداری کا بدلہ سوائے جاگنے کے اور کچھ نہیں۔'' (ابن ماجہ)

(۲) دورِ حاضر میں عموماً فضائل کے بیان پر خوب زور دیا جاتا ہے اور فضائل کے حصول کے موانع اور وعیدوں کا ذکر بہت کم ہوتا ہے، جس سے عوام کا نظریہ بن جاتا ہے کہ خوب گناہ کئے جاؤ، روزوں سے، لیلۃ القدر سے یا فلاں عملِ صالح سے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔اس بارے میں یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جن روایات میں رمضان کے روزوں، شب قدر کی عبادت یا کسی بھی عملِ صالح سے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، علماء کے نزدیک اس سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، گانا بجانا، بلا ضرورت جاندار کی تصویر بنانا یا گھر میں رکھنا، غیبت کرنا یا سننا، ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا، عورتوں کا شرعی پردہ نہ کرنا، مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا، بینک، انشورنس یا کسی بھی حرام ذریعہ سے کمائی کرنا اور ایسے لوگوں کی دعوتیں اور ہدیے قبول کرنا، بدعات اور قبیح رسوم کی پابندی، ناجائز طریقے سے خرید و فروخت، حقوق العباد اور فرائض و واجبات اداء کرنے میں کوتاہی جیسے کبیرہ گناہوں سے جب تک صدقِ دل سے توبہ و استغفار اور آئندہ اجتناب کا عزم مصمم نہ کیا جائے، وہ محض کسی عمل صالح سے معاف نہیں ہوتے۔

اس بناء پر ہر مُسلمان پر لازم ہے کہ ماہِ مقدس کے آغاز ہی سے ہر قسم کے گناہوں سے کلیۃً احتراز کرے اور جن گناہوں کی عادت پختہ ہوگئی ہے، ان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کی نیت کے استحضار کے ساتھ روزے رکھے، اگر اس اہتمام کے ساتھ رمضان کے مبارک مہینے کا مختصر سا وقت گذارا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ نفس کی اصلاح نہ ہو اور دُنیا و آخرت کو تباہ کرنے والے مہلک

امراض اور معاصی سے نجات نہ ملے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ نسخہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

روزہ

حقیقت، نفس فرضیت اور وجوب اداء و صحت اداء کی شرائط

حقیقت:

روزہ کی حقیقت مخصوص شرائط کی رعایت کے ساتھ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی کے پاس جانے سے رکے رہنا ہے۔

فی البدائع: "وأما الشرعی: فهو الإمساك عن أشياء مخصوصة، وهی الأكل والشرب والجماع، بشرائط مخصوصة." (۲/۷۵)

نفس فرضیت:

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک بنیادی رکن ہے، جس کی فرضیت قرآن وسنت، اجماع امت اور عقل ودرایت سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ نفس فرضیت کی تین شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔

"أما الشرائط العامة، فبعضها يرجع إلى الصائم، وهو شرط أهلية الأداء."

(بدائع: ۲/۷۷)

چنانچہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر روزہ فرض ہے۔

وجوبِ اداء:

رمضان ہی میں ادائیگی کے فرض ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں:

(۱)...... تندرست ہونا۔ (۲)...... مقیم ہونا۔ (۳)...... حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

”وشرط وجوب الأداء، الصحة والإقامة.“ (هندية : ١/١٩٥)

”وهی (شرط وجوب أدائه) ثلاثة : الصحة والإقامة والخلو من حيض ونفاس.“ (ردالمحتار : ٢/٣٧٢)

لہٰذا مریض اور مسافر چاہیں تو رمضان میں اداء کرنے کی بجائے بعد میں قضاء بھی رکھ سکتے ہیں۔

صحتِ اداء:

صحت روزہ کے لئے دو شرطیں ہیں:

(١)...... حیض ونفاس سے پاک ہونا۔ یہ شرطِ صحت بھی ہے اور شرطِ وجوب بھی ہے۔

”هو لغة إمساك مطلقا، وشرعا إمساك عن المفطرات الآتية حقيقة او حكما ......، فی وقت مخصوص وهو اليوم من شخص مخصوص مسلم كائن فی دارنا أو عالم بالوجوب طاهر عن حيض أو نفاس مع النية.“ (الدرالمختار : ٢/٣٧١)

(٢)...... نیت کرنا۔

نیت سے متعلق مسائل

نیت کا مطلب:

نیت بس اس حد تک کافی ہے کہ دل میں اسے معلوم ہو کہ فلاں روزہ مثلاً رمضان کا یا نذر کا رکھ رہا ہوں بلکہ روزہ کا تذکرہ کئے بغیر صرف سحری کھالے تو یہ بھی نیت کے قائم مقام ہے۔

(البحر الرائق : ٢/٢٥٩)

البتہ اگر سحری کھاتے ہوئے نیت کرلی کہ صبح روزہ نہ رکھوں گا تو یہ کھانا روزہ کی نیت کے قائم مقام نہ ہوگا۔

" فلو عزم عليه (على الأكل) ثم أصبح و أمسك، ولم ينو الصوم، لا يصير صائما ." (ردالمحتار : ۲/ ۳۸۰)

نیت کا وقت:

نیت کا وقت غروب آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے یا عین غروب کے وقت کی نیت کا اعتبار نہیں۔ رمضان، نذرِ معین یا نفل روزہ ہو تو نصف النہار تک یہ وقت رہتا ہے، جبکہ ہر قسم کے کفارات اور نذرِ مطلق میں ہر روزہ کے لئے غروبِ آفتاب سے صبح صادق تک وقت رہتا ہے۔ صبحِ صادق کے بعد نیت کا اعتبار نہیں۔

نصف النہار کا مطلب:

صبحِ صادق سے غروب آفتاب تک کل وقت کے نصف کو نصف النہار شرعی کہا جاتا ہے، مثلاً صبح صادق چھ بجے ہو اور غروب چھ بجے ہو تو نصف النہار بارہ بجے ہوگا اور اگر صبح صادق چھ بجے ہو اور غروبِ آفتاب سات بجے ہو تو نصف النہار ساڑھے بارہ بجے ہوگا۔ اس سے پہلے پہلے نیت کی جاسکتی ہے۔ اس وقت کی مقدار ہر موسم میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتی ہے، اس لئے اس کا ایسا کوئی متعین وقت نہیں بتایا جاسکتا جس وقت ہر جگہ نصف النہار ہو بلکہ ایک مقام میں بھی پورے رمضان کے لئے نصف النہار کا ایک وقت نہیں ہوگا، صبح صادق اور غروبِ آفتاب کا وقت بدلنے سے بدلتا رہے گا، اس لئے ضابطہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا جائے۔ (ردالمحتار : ۲/ ۳۷۷)

☆ اگر کوئی شخص رمضان، نذر معین یا نفل روزہ رکھنا چاہتا ہے تو افضل یہ ہے کہ رات ہی سے ہر ایک کی تعیین کر کے نیت کرلے، لیکن اگر رات سے نیت نہ کی تو نصف النہار (دوپہر) سے پہلے پہلے بھی نیت کرسکتا ہے، جبکہ ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

" فيصح أداء صوم رمضان و النذر المعين و النفل بنية من الليل، فلا تصح قبل

الغروب و لا عنده إلى الضحوة الكبرىٰ، لا بعدها و لا عندها ."(درمختار : ٢/٣٧٧)

" والأفضل أن يبيت النية فى موضع تجوز نيته من النهار ."(هندية : ١/١٩٦)

☆ روزہ رکھنے والا (خواہ مسافر ہو یا مقیم، تندرست ہو یا بیمار) اگر دن میں نیت کر رہا ہے تو یہ نیت کرے کہ شروع دن (صبحِ صادق) سے میرا روزہ ہے، اس کی بجائے اگر یوں نیت کی کہ اس وقت سے میرا روزہ ہے تو روزہ نہ ہوگا۔

" تنبيه : وإذا نوى الصوم من النهار ينوى أنه صائم من أوله، حتى لو نوى قبل الزوال أنه صائم من حين نوىٰ لا من أوله، لا يصير صائما ."(ردالمحتار : ٢/٣٧٧)

☆ اگر کسی نے رمضان، نذرِ معین یا نفل روزہ میں تعیین کے بغیر مطلق روزہ کی نیت کر لی، یعنی صرف یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے یا سب میں نفل روزہ کی نیت کی تو بھی جائز ہے۔ یعنی رمضان ہونے کی صورت میں رمضان ہی کا روزہ شمار ہوگا اور نذر معین ہونے کی صورت میں نذر ہی کا روزہ شمار ہوگا۔

" ويصح أداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل ...... وبمطلق النية أي نية الصوم ...... وبنية نفل لعدم المزاحم ."(درمختار : ٢/٣٧٧)

☆ اگر رمضان میں کسی پر بے ہوشی طاری ہوگئی یا جنون لاحق ہوا، پھر نصف النہار سے پہلے پہلے ہوش میں آ کر روزہ کی نیت کر لی تو روزہ درست ہے۔ (حوالۂ بالا)

یہ حکم ان تینوں قسم کے روزوں کی اداء کا تھا، ان کی قضاء اور روزہ کی بقیہ تمام اقسام (کفارات یعنی قسم کا کفارہ، روزہ کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، قتل کا کفارہ اور نذر مطلق) میں ہر روزہ کی متعین طور پر نیت کرنا اور رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی روزہ کی نیت

صبح صادق کے بعد کی یا مطلق روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ کی نیت کی تو وہ نفل روزہ ہوگا، رمضان کی قضاء کے علاوہ باقی صورتوں میں اسے پورا کرنا مستحب ہے اور توڑنے پر قضاء نہیں، البتہ قضاء رمضان کی صورت میں اس کی قضاء لازم ہے۔

فی الهندية : وإذا نوى الصوم للقضاء بعد طلوع الفجر حتى لا تصح نيته عن القضاء، يصير شارعا في التطوع، فإن أفطر يلزمه القضاء كذا في الذخيرة ."

(۱۹۷/۱)

وفي الشامية : " فلو نوى تلك الصيامات نهاراً كان تطوعا، وإتمامه مستحب، ولا قضاء بإفطاره ." (۳۸۰/۲)

نیت کی پھر ختم کردی:

اگر رات کو روزہ کی نیت کرلی، پھر نیت بدل گئی اور صبح صادق سے پہلے پہلے پختہ ارادہ کرلیا کہ روزہ نہیں رکھنا تو روزہ کی نیت باطل ہوگئی، اب تجدید نیت کے بغیر یونہی بھوکا پیاسا دن گذار دیا تو روزہ نہیں ہوا۔

فی الهندية : " ولو نوى من الليل ثم رجع عن نيته قبل طلوع الفجر، صح رجوعه في الصيامات كلها ." (۱۹۵/۱)

روزہ رکھا، پھر توڑنے کی نیت کرلی:

روزہ رکھنے کے بعد دل میں توڑنے کی نیت کرلی تو روزہ نہ ٹوٹے گا جب تک کہ کوئی بات روزہ کو توڑنے والی صادر نہ ہو۔

في الهندية : " وإذا نوى الصائم الفطر ولم يحدث شيئا غير النية، فصومه تام ."

(۱۹۵/۱)

رات کونیت کر کے سوگیا:

اگر رات کو روزہ کی نیت کر کے سوگیا پھر صبح ہونے سے پہلے اٹھ کر کچھ کھا پی لیا تب بھی نیت میں کوئی خلل نہ آئے گا اور روزہ صحیح ہوجائے گا۔ (خلاصة الفتاویٰ : ۲۵۱/۱ ، ھندیة : ۱۵۵/۱)

رمضان کے ہر روزہ کی الگ نیت ضروری ہے:

ماہِ رمضان میں ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے، اگر شروع رمضان میں ہی نیت کرلی کہ پورے مہینے کے روزے رکھوں گا تو یہ نیت صرف پہلے روزے کی حد تک معتبر ہے۔

فی الدر : " ویحتاج صوم کل یوم من رمضان إلی نیة ." (۳۷۹/۲)

سحر و افطار

سحری کھانا سنت ہے:

سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوارے ہی کھالے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے، کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

فی الدر : " ویستحب السحور ." وفی الحاشیة : " ولم أر صریحا فی کلامھم أنہ یحصل السنة بالماء وحدہ، وظاھر الحدیث یفیدہ، وھو ما رواہ أحمد: السحور کلہ برکة فلا تدعوہ ولو أن یجرع أحدکم جرعة من ماء الخ ." (ردالمحتار : ۴۱۹/۲)

وفی الھندیة : " التسحر مستحب ووقتہ آخر اللیل ." (۲۰۰/۱)

سحری میں آنکھ نہ کھلی:

اگر رات کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی، سب کے سب سوگئے تو بغیر سحری کھائے صبح کو

روزہ رکھنا ضروری ہے، سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔

مشتبہ وقت میں سحری کھانا:

اگر اتنی دیر ہوگئی کہ صبح ہو جانے کا شبہہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا۔ پھر اگر معلوم ہوگیا کہ اس وقت صبح ہوگئی تھی تو اس روزہ کی قضاء رکھے اور اگر کچھ معلوم نہ ہو، شبہہ شبہہ ہی رہ جائے تو قضاء رکھنا واجب نہیں۔

" ومحل الاستحباب ما إذا لم يشك في بقاء الليل، فإن شك كره الأكل في الصحيح، كما في البدائع ." (ردالمحتار : ٢/ ٤١٩)

وفي الهندية : " إذا شك في الفجر، فالأفضل أن يدع الأكل، ولو أكل فصومه تام الم يتيقن أنه أكل بعد الفجر فيقضي حينئذ، كذا في فتح القدير ." (١/ ١٩٤)

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے:

کھجور یا چھوارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے، وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔

" عن أنس أنه عليه الصلوٰة والسلام كان يفطر على رطبات قبل أن يصلي، فإن لم تكن رطبات فتمرات، فإن لم تكن تمرات، حسا حسوات من ماء، رواه أبو داؤد ." (الزيلعي : ١/ ٤٤٣)

بعض لوگ نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ غلط عقیدہ ہے۔ (بهشتي زيور)

افطار کرانے والے کو ثواب:

جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا اسے بھی روزہ دار جتنا ہی اجر ملے گا، لیکن روزہ دار کے

اجر میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ (ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ)

جن وجوہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ھے

بیماری بڑھ جانے یا جان جانے کا خوف:

مسئلہ: اگر ایسا بیمار ہے کہ روزہ سے نقصان ہوتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ روزہ رکھے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے، جب اچھا ہو جائے تو اس کی قضاء رکھ لے، لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں، بلکہ جب کوئی مسلمان دین دار حکیم، طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان دے گا تب چھوڑنا چاہئے۔

” ومریض ...... خاف الزيادة بإخبار طبيب حاذق مسلم مستور .“

(درمختار : ۲/ ٤٤٢)

مسئلہ: اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں، فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

” أما الكافر، فلا يعتمد على قوله، لاحتمال أن غرضه إفساد العبادة .“

(ردالمحتار : ۲/ ٤٢٢)

” أو باخبار طبيب مسلم غير ظاهر الفسق كذا في فتح القدير .“

(الهندية : ۱/ ۲۰۷)

مسئلہ: اگر حکیم نے تو کچھ نہیں کہا لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان دے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر دیندار حکیم کے بتائے بغیر اور تجربہ کئے بغیر اپنے خیال ہی خیال سے رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صبح سے روزہ ہی نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا، قضاء واجب ہوگی، کفارہ نہیں۔

فی الدر : ” أو مریض خاف الزیادة ...... بغلبة الظن بأمارة أو تجربة .“

وفی الحاشیة : ” وإذا أخذ بقول طبیب لیس فیه هذه الشروط وأفطر، فالظاهر لزوم الکفارة، کما لو أفطر بدون أمارة ولا تجربة .“ (ردالمحتار مع الدر: ٢/٤٢٢)

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا ہوگیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار ہوجائے گا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

فی الدر : ” وصحیح خاف المرض .“ وفی الحاشیة : ” بغلبة الظن کما یأتی .“ (٢/٤٢٢)

حاملہ اور دودھ پلانے والی کو کب رخصت ہے؟

حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچے کی جان کا کچھ ڈر ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، پھر بعد میں قضاء رکھ لے، لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی دایہ رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑ دینا درست نہیں، البتہ اگر بچہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہ پیتا ہو تو ایسے وقت میں ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

” أو حامل أو مرضع ...... خافت بغلبة الظن علی نفسها أو ولدها، وقیده البهنسی تبعا لابن الکمال، بما إذا تعینت للإرضاع .“ (درمختار : ٢/٤٢٢)

سفر میں رخصت:

مسئلہ: اگر کوئی مسافر سفر میں ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر بعد میں اس کی قضاء رکھ لے۔

(درمختار : ٢/٤٢١)

مسئلہ: مسافر کو روزے سے اگر کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام

تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اس کے پاس سب راحت وآرام کا سامان موجود ہے تو ایسے سفر میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں قضاء رکھ لے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت میں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

” ولکن الصوم أفضل إن لم یضرہ .“ (ردالمحتار : ۲/ ۴۲۱ ۔ ۴۲۳)

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا، اسی میں مرگیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا، سفر ہی میں مرگیا تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا اور نہ ان کے لئے فدیہ کی وصیت لازم ہے، کیونکہ اسے قضاء رکھنے کی مہلت نہیں ملی۔

” فإن ماتوا فیہ أي فی ذلک العذر، فلا تجب علیھم الوصیة بالفدیة، لعدم إدراکھم عدة من أیام أخر .“ (درمختار : ۲/ ۴۲۴)

مسئلہ: اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ اب وہ مسافر نہیں رہا، اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

” ولو نوی مسافر الفطر أو لم ینو فأقام ونوی الصوم فی وقتھا قبل الزوال صح مطلقا ...... ویجب علیہ الصوم لو کان فی رمضان، لزوال المرخص .“ (درمختار : ۲/ ۴۳۱)

جن وجوہ سے روزہ توڑ دینا جائز ھے

بیماری بڑھ جانے یا جان جانے کا خوف:

اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان پر بن آئے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے، جیسے اچانک پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہوگیا یا سانپ

نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے، ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگے کہ ہلاکت کا ڈر ہو تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

" المریض إذا خاف علی نفسه التلف أو ذهاب عضو یفطر بالاجماع وإن خاف زیادة العلة أو امتداده، فکذلك عندنا، وعلیه القضاء إذا أفطر ." (هندیة : ۱/۲۰۷)

مسئلہ: حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

فی الهندیة : " الحامل والمرضع إذا خافا علی أنفسهما أو ولدهما، أفطر تا وقضتا ." (۱/۲۰۷)

مسئلہ: کوئی سخت کام کرنے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنی بے تابی ہوگئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے اور بعد میں قضاء لازم ہے، لیکن قصداً بلا ضرورت ایسا کام کرنا گناہ ہے، البتہ اگر محتاج ہے، نفقہ کا کوئی اور انتظام نہیں اور ایسا کام کرنے پر مجبور ہو تو گناہ بھی نہ ہوگا۔

فی الشامیة : " قال الرملی : وفی جامع الفتاویٰ ولو ضعف عن العمل لاشتغاله بالمعیشة، فله أن یفطر ویطعم لکل یوم نصف صاع ." وفی الدر : " لا یجوز أن یعمل عملا یصل به إلی الضعف ." (درمختار : ۲/۴۲۰)

جن صورتوں میں روزہ واجب نہ ہونے یا فاسد ہوجانے کے باوجود کھانا پینا منع ہے

کسی نے رات کے گمان میں سحری کھائی حالانکہ صبح ہوچکی تھی یا غروب کے گمان میں افطار کرلیا حالانکہ دن ابھی باقی تھا یا مسافر دن میں سفر سے لوٹ آیا یا عورت دن میں حیض ونفاس

سے پاک ہوگئی یا مجنون کودن میں افاقہ ہوگیا یا کسی کا روزہ ٹوٹ گیا، خواہ جبراً تڑوادیا گیا یا غلطی سے پانی وغیرہ حلق میں اتر گیا یا کافر دن میں مسلمان ہوگیا یا نابالغ بالغ ہوگیا تو ان تمام صورتوں میں دن کا بقیہ حصہ بغیر کھائے پیئے روزہ داروں کی طرح گذارنا واجب ہے اور آخر کے دو شخصوں (نومسلم، نوبالغ) کے سوا بقیہ تمام لوگوں پر اس روزہ کی قضاء بھی واجب ہے، اگر بچے نے بلوغ کے بعد نصف النہار سے پہلے روزہ کی نیت کرلی، جبکہ ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس کا نفل روزہ ہوجائے گا، عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوکر روزہ کی نیت کرلے یا کافر مسلمان ہونے کے بعد نیت کرلے تو اس کا روزہ نہ ہوگا نہ فرض نہ نفل۔

” ولو بلغ صبی أو اسلم کافر امسك یومه ولم یقض شیئا ...... کل من صار فی آخر النهار بصفة لو کان فی اول النهار علیها للزمه الصوم فعلیه الإمساك کالحائض والنفساء تطهر بعد طلوع الفجر أو معه والمجنون یفیق و المریض یبرأ والمسافر یقدم بعد الزوال أو الأکل والذی افطر عمداً أو خطأ او مکرها أو أکل یوم الشك ثم استبان الزمن رمضان أو أفطر وهو یری أن الشمس قد غربت أو تسحر بعد الفجر ولم یعلم ...... صبی بلغ قبل الزوال ونصرانی اسلم و نویا الصوم قبل الزوال لا یجوز صومهما عن الفرض غیران الصبی یکون صائما عن التطوع بخلاف الکافر لفقد الاهلیة فی حقه .“ (البحر : ۲/۲۸۸ ۔ ۲۸۹)

مفسدات (جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ھے)

خطأً کوئی چیز کھا پی لی یا زبردستی کھلا دی گئی:

☆ روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے ہوئے یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے بے اختیار کچھ پانی حلق سے اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ نیند میں کسی نے پانی منہ میں ڈال دیا اور پی گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

☆ کھانے پینے یا جماع پر مجبور کیا گیا یعنی روزہ نہ توڑنے کی صورت میں جان سے مار دینے یا کسی عضو کے تلف کردینے یا کسی بڑے صدمے سے دوچار کرنے کی دھمکی دی گئی اور اس نے یہ کام کر لئے تو روزہ جاتا رہا۔

☆ بھول کر کھاپی لیا یا جماع کر لیا یا احتلام ہوگیا یا نظر شہوت سے دیکھ کر انزال ہوگیا یا تھوڑی سی قے ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، لیکن اگر ان صورتوں میں اس نے یہ گمان کر کے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھاپی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں صرف ایک روزہ قضاء رکھنا فرض ہے، کفارہ لازم نہیں۔

" أكل أو جامع ناسيا أو احتلم أو انزل بنظر أو ذرعه القيء فظن أنه أفطر فأكل عمدً للشبهة ولو علم عدم فطره لزمته الكفارة إلا في مسئلة المتن فلا كفارة مطلقا على المذهب لشبهة . (ردالمحتار : ٢/ ٤٠١)

قے کی صرف دوصورتیں مفسدِ صوم ہیں:

قے کی بہت ساری صورتیں ہیں، ان میں سے صرف دوصورتوں میں روزہ ٹوٹتا ہے: ایک یہ کہ قصداً منہ بھر کر قے کی، خواہ باہر پھینک دے یا منہ میں لوٹا لے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بے اختیار منہ بھر کر قے آئی اور اس نے قصداً منہ میں لوٹا لی اگرچہ چنے کے برابر ہی لوٹائی ہو، ان دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء واجب ہوجاتی ہے بشرطیکہ قے کرتے وقت روزہ یاد ہو اور قے میں بھی کھانا یا پانی یا صفراء یا خون آئے، بلغم نکلنے سے کسی صورت میں روزہ نہیں جاتا۔

ان دوصورتوں کے سوا قے کی جتنی صورتیں ہیں کسی میں روزہ نہیں ٹوٹتا، مثلاً قصداً قے کی اور منہ بھر کر نہ آئی یا بے اختیار آئی مگر منہ بھر سے کم تھی یا منہ بھر تھی مگر لوٹائی نہیں، خواہ وہ باہر نکل آئی یا بے اختیار لوٹ گئی یا لوٹالی مگر چنے کی مقدار سے بھی کم یا قصداً منہ بھر قے کی یا بلاقصد منہ

بھر آئی اور لوٹالی لیکن روزہ دار ہونا یاد نہ تھا تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹا۔

قال فی الدر : " وإن ذرعه القيء وخرج ولم يعد، لا يفطر مطلقا ملأ أو لا، فإن عاد بلا صنعه ولو هو ملء الفم مع تذكره للصوم لا يفسد خلافا للثاني وإن أعاده أو قدر حمصة منه فأكثر، حدادی أفطر إجماعا ولا كفارة ان ملآ الفم وإلا فلا هو المختار، وإن استقاء ...... عامدا ...... إن كان ملء الفم فسد بالإجماع ." (درمختار : ۲/۴۱۴)

اگر ایک مجلس میں قصداً بار بار قے کی جس کا مجموعہ منہ بھر کی مقدار کو پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور مجموعی مقدار اس سے کم ہو یا کئی مجالس میں اتنی قے کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

قال فی الفتح : " ولو استقاء مرادا : " فی مجلس ملأ فيه، لزمه القضاء، وإن كان فی مجالس، أوغدوة ثم نصف النهار ثم عشية، لا يلزمه، كذا نقل من خزانة الأكمل ." (فتح القدير : ۲/۲۶۰)

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) بھول کر کھا پی لینا:

بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ فرض و واجب روزہ ہو یا نفل، مگر کسی کو یاد دلایا گیا کہ تو روزہ دار ہے، پھر بھی اسے یاد نہ آیا اور کھاتا پیتا رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس صورت میں صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی کو کھاتے پیتے دیکھ کر روزہ یاد دلانا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ روزہ دار اس قدر کمزور اور لاغر ہے کہ یاد دلانے پر کھانا تو چھوڑ دے گا مگر کمزوری بڑھ جائے گی اور روزہ پورا کرنا بھی دشوار ہوگا تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اور قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔

فی الدر : " إذا أكل الصائم أو شرب أو جامع …… ناسيا …… ويذكره لو قويا والا لا وليس عذرا فی حقوق العباد أو دخل حلقه غبار أو ذباب أو دخان أو دهن أو اكتحل …… لم يفطر ." (درمختار : ٢/ ٣٩٤ ـ ٤٠٠ ، ومثله فی فتح القدير : ٢/ ٢٥٤)

(٢) خوشبواوردھواں :

کسی قسم کی خوشبوخواہ وہ کتنی ہی تیز ہوسونگھنے سے روزہ نہیں جاتا،اسی طرح گردوغبار مکھی یا کسی قسم کا دھواں بےاختیار حلق میں اتر جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا گوکہ روزہ یاد ہو۔ہاں !اگر اپنے قصد واختیار سے دھواں پہنچایا تو روزہ ٹوٹ جائیگا،مثلاً ازخود جلتی سگریٹ،لوبان،اگربتی وغیرہ کے قریب آکران کا دھواں لیتا رہا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (حوالۂ بالا)

(٣) سرمہ اور تیل وغیرہ:

روزہ میں سرمہ(یا آنکھ کی کوئی دوا)ڈالنا اورڈاڑھی مونچھوں پرتیل لگانا بھی بلا کراہت جائز ہے،اگرچہ ان کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دے،جبکہ یہ چیزیں ضرورت کے تحت استعمال کی جائیں اور مقصد زینت وزیبائش نہ ہو،ورنہ ان کا استعمال مکروہ ہوگا۔اسی طرح پچھنے لگوانے میں بھی کراہت نہیں بشرطیکہ کمزوری لاحق ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (حوالۂ بالا)

(٤) مسواک:

مسواک جیسے بغیر روزہ کے ہر وضو میں سنت ہے یونہی روزہ میں بھی سنت ہے،خواہ صبح استعمال کی جائے یا شام کواورخواہ تر ہو یا خشک اور مسواک کرتے ہوئے اس کا کوئی ریشہ بے اختیار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

" ولا (يكره) السواك ولو عشيا أو رطبا بالماء، على المذهب ."

(ردالمحتار : ٢/ ٤١٩)

(٥) کلی وغیرہ:

اسی طرح وضو کی ضرورت کے بغیر ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، غسل کرنا، گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے، جبکہ مقصد صرف ٹھنڈک حاصل کرنا ہو، بے صبری اور پریشانی ظاہر کرنے کے لئے یہ کام مکروہ ہیں۔

" وكذا لا تكره حجامة وتلفف بثوب مبتل، ومضمضة أو استنشاق أو اغتسال للتبرد عند الثاني وبه يفتى ."

(درمختار : ٢/ ٤١٩ ، ومثله في مراقي الفلاح مع الطحطاوي: صـ ٣٧٢)

(٦) ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا:

☆ کوئی دواء کوٹی اور اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا۔

☆ ہلیلہ یا اور کوئی چیز منہ میں چوستا رہا مگر اس کا کوئی جزء حلق میں نہیں اترا۔

☆ کان میں پانی پڑ گیا یا خود ڈالا یا تنکا لے کر کان کھجایا اور اسے میل لگ گئی اور اسی میل سمیت دوبارہ بار بار کان میں ڈالا۔

☆ دانتوں کے درمیان چنے سے کم مقدار کی کوئی چیز پھنسی رہ گئی اسے نگل گیا۔

☆ دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا اور پیٹ تک نہ پہنچا، یا پیٹ میں پہنچ گیا مگر تھوک اس پر غالب تھا۔

☆ ناک کی رطوبت سڑک کر حلق میں لے گیا اور وہ پیٹ میں اتر گئی یا منہ کی رال اور بلغم اسی طرح نگل گیا، خواہ یہ چیزیں اندر ہی اندر نگل لیں یا ناک اور منہ سے باہر نکل کر بہنے لگیں لیکن دھار ٹوٹنے نہ پائی تھی کہ نگل لیں۔

☆ گفتگو کرتے ہوئے ہونٹ لعاب سے تر ہو گئے اور اسے زبان سے چاٹ کر نگل لیا۔

☆ تل یا اس جیسی خفیف سی چیز منہ میں ڈال کر چبائی اور وہ حلق میں اتر گئی مگر اس کا مزہ محسوس نہ ہوا۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔

" (لا يفطر الصوم ان) بقى بلل فى فيه بعد المضمضة أو ابتلعه مع الريق كطعم أدوية ومص إهليلج بخلاف نحو سكر أو دخل الماء فى أذنه وإن كان بفعله على المختار كما لو حك أذنه بعود ثم أخرجه وعليه درن ثم أدخله ولو مرارا أو ابتلع ما بين أسنانه وهو دون الحمصة لأنه تبع لريقه ولو قدرها أفطر أو دخل أنفه مخاط فاستشمه فدخل حلقه وإن نزل لرأس أنفه كما لو ترطب شفتاه بالبزاق عن الكلام ونحوه فابتلعه الخ ." (الدرالمختار : ٢/٣٩٦)

☆ صبح صادق سے پہلے پان کھا کر منہ اچھی طرح صاف کر لیا مگر صبح ہونے کے بعد بھی پان کی سرخی تھوک میں دکھائی دیتی ہے تو تھوک نگلنے سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

فى الدر ...... " أو بقى بلل فى فيه بعد المضمضة وابتلعه مع الريق، كطعم أدوية ومص إهليلج ." (٢/٣٩٦)

(۷) انجکشن:

انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لئے کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شرائین یا وریدوں میں اس کا سریان ہوتا ہے، جوفِ دماغ یا جوف بطن میں دوا نہیں پہنچتی، اگر پہنچتی بھی ہے تو وریدوں اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے اور فساد صوم کے لئے مفطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں بذریعہ منفذ اصلی پہنچنا ضروری ہے، مطلقاً کسی عضو کے جوف میں یا عروق (شرائین اور وریدوں) کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں، لہٰذا انجکشن

کے ذریعے سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے مفسد صوم نہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ۲/ ۱۴۵، امداد المفتین: ص ۴۸۹)

مکروھات

(۱) بلا عذر کوئی چیز چکھنا یا چبانا:

بلا عذر زبان سے کوئی چیز چکھنا یا منہ میں رکھ کر چبانا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے، اگر عذر سے چکھے مثلاً کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہے اور عورت کو ڈر ہے کہ اگر سالن میں نمک کم وبیش ہو گیا تو خاوند بگڑ جائے گا تو زبان سے چکھنے میں کراہت نہیں۔

اسی طرح عورت کا چھوٹے بچے کو بلا عذر کوئی چیز چبا کر کھلانا بھی مکروہ ہے، لیکن عذر سے کھلائے کہ بچہ کے لئے دوسری نرم غذا موجود نہ ہو، نہ ہی بغیر روزہ کے کوئی دوسرا آدمی موجود ہو جو بچے کو غذا چبا کر دے تو ایسی صورت میں کراہت نہیں، اسی طرح روزہ دار اگر کھانے کی چیز خریدتے وقت زبان سے چکھ لے تو کراہت نہیں، بشرطیکہ اس چیز کی طرف اسے سخت احتیاج ہو اور بغیر چکھے خریدنے میں نقصان کا اندیشہ ہو۔

ان تمام صورتوں میں کراہت کا حکم فرض وواجب روزہ سے متعلق تھا، نفلی روزہ ہو تو کراہت نہیں۔

”وکرہ لہ ذوق شيء وکذا مضغہ بلا عذر ...... وفي کراھۃ الذوق عند الشراء قولان، ووفق فی النھر بأنہ إن وجد بدا، ولم یخف غبنا کرہ، وإلا لا وھذا في الفرض لا النفل.“ (درمختار: ۲/ ۴۱۶)

(۲) قصداً تھوک جمع کر کے نگلنا:

منہ میں قصداً تھوک جمع کر کے نگل جانا مکروہ ہے لیکن بلا قصد جمع ہو جائے تو نگلنا مکروہ نہیں۔

”لو جمع الریق قصداً ثم ابتلعہ فإنہ لا یفسد صومہ.“

(مراقي الفلاح مع الطحطاوي : صـ ۳۷۲)

(۳) منجن یا پیسٹ:

کوئلے، منجن اورٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا اورعورتوں کا مسی یا دنداسہ لگانا مکروہ ہے، اگران کا کوئی جزءحلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (إمداد الفتاویٰ : ۲/ ۱٤۱ ، أحسن الفتاویٰ : ٤/ ۱۳۹)

(٤) بلاضرورت دانت نکلوانا:

روزہ میں ڈاکٹر سے دانت یا ڈاڑھ نکلوانا اوراس جگہ دواء لگانا بوقتِ ضرورتِ شدیدہ جائز ہےاور بلاضرورت مکروہ ہے،اگر دواء یا خون پیٹ کےاندر جائے اورتھوک پر غالب ہوجائے یا اس کے برابر ہو یااس کا مزہ محسوس ہوتو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

في الدر : " أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه، يعني ولم يصل إلى جوفه، أما إذا وصل، فإن غلب الدم أو تساويا فسد، وإلا لا، إلا إذا وجد طعمه . بزازية ...... وهو ما عليه الأكثر ." وفي الحاشية : " ومن هذا يعلم حكم من قلع ضرسه في رمضان ودخل الدم إلى جوفه في النهار ." (ردالمحتار مع الدر : ۲/ ۳۹٦)

(٥) غیبت وغیرہ:

غیبت،چغلی،جھوٹ،بہتان تراشی،بیہودہ گوئی،گالی گلوچ،ایذارسانی اورگناہ کےتمام کام یوں تو ہروقت ہرحال میں حرام وناجائز ہیں مگرروزہ دارآدمی کے لئے ان کی حرمت وشناعت دو چندہوجاتی ہےاوران کےسبب روزہ سخت مکروہ ہوجاتا ہے بلکہ حدیث کےمطابق ان گناہوں کی نحوست سے روزہ کااجروثواب ہی غارت ہوجاتا ہے۔

روزہ کے بارے میں چند کوتاهیاں

دوسری عبادات کی طرح روزہ کے معاملہ میں بھی مسلمانوں میں بہت سی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے، یہاں روزہ کے مکروہات یا مفسدات کی تفصیل پیش کرنا مدنظر نہیں، بلکہ بعض ایسی کوتاہیوں کی نشان دہی مقصود ہے جن کی طرف عام روزہ داروں کی توجہ کم جاتی ہے۔

(۱) بلا عذر روزہ نہ رکھنا:

معذور ومجبور آدمی کے لئے روزہ نہ رکھنا اور رکھنے کے بعد بعض حالات میں توڑنا جائز ہے، مگر شرعاً کون لوگ معذور کی فہرست میں آتے ہیں؟ اس کا فیصلہ کرنا ہر شخص کا کام نہیں، بعض جی چور اور کاہل لوگ روزہ کبھی رکھتے ہی نہیں اور از خود فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم سے روزہ نہ رکھا جائے گا، حالانکہ رکھ کر دیکھ لیں تو آسانی سے رکھ سکیں، بے ہمتی اور کم حوصلگی کا نام مجبوری رکھ لیا گیا ہے۔ بعض لوگوں کو عذر ہوتا ہے مگر وہ اختیاری اور خود ساختہ قسم کا ہوتا ہے، مثلاً شرعی سفر کے دوران روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے مگر اسے سفر کی ضرورت درپیش نہیں، یونہی گھر سے نکل پڑا۔ غرض کسی مفتی سے پوچھے بغیر عذر کا فیصلہ جائز نہیں۔

(۲) غیر معذور کا فدیہ دینا:

بعض بے باک قسم کے لوگ اس گھمنڈ میں روزہ ضائع کرتے رہتے ہیں کہ ہم فدیہ دے دیں گے۔ حالانکہ زندگی میں فدیہ اداء کرنا صرف ایسے شخص کے لئے جائز ہے جو روزہ رکھنے سے بالکل معذور اور آیندہ کے لئے بھی مایوس ہو، اگر مرنے سے پہلے کسی وقت بھی روزہ رکھنے کی قوت آ گئی تو یہ فدیہ معتبر نہ رہے گا۔

فی خلاصة الفتاویٰ: " کفارة الفطر و کفارة الظهار واحدة، وهی عتق رقبة مؤمنة أو کافرة، وإن لم یقدر علی العتق، فعلیه صیام شهرین متتابعین، وإن لم

يستطع فعليه إطعام ستين مسكينا ." (١/ ٢٦١)

وفی الهندية : " ولو قدر على الصيام بعد ما فدىٰ، بطل حكم الفداء الذی فداه، حتی يجب عليه الصوم ." (١/ ٢٠٧)

(۳) قریب البلوغ صحت مند بچوں کو روزہ سے روکنا:

بعض دیندار لوگ بھی بچوں سے روزہ نہیں رکھواتے، حالانکہ بعض بچوں کی عمر اور قوت وصحت ایسی ہوتی ہے کہ وہ بآسانی روزہ رکھ سکتے ہیں، بلوغ سے پہلے اگرچہ بچوں پر روزہ واجب نہیں، مگر ان کے سرپرستوں پر لازم ہے کہ جب قریب البلوغ ہوں اور روزہ کا تحمل کرسکیں تو ان سے روزہ رکھوائیں دس سال کی عمر ہونے کے بعد تو روزہ نہ رکھنے پر مارنے کا حکم بھی موجود ہے، بچہ جب عبادت کا خوگر ہوگا تو بلوغ کے بعد اعمال کی پابندی میں اسے کوئی دشواری نہ ہوگی۔

" ويؤمر الصبی بالصوم إذا أطاقه، ويضرب عليه ابن عشر، كالصلوٰة فی الأصح ." (درمختار : ٢/ ٤٠٩)

(٤) معذور کا رخصت پر عمل نہ کرنا:

بعض لوگ افراط اور غلو کا شکار ہو کر شریعت کی دی ہوئی رخصت سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ مثلاً پر مشقت سفر یا تکلیف دہ بیماری میں بھی روزہ نہیں چھوڑتے۔

بعض حاملہ یا دودھ پلانے والی عورتیں اپنی جان اور بچے کو ضرر پہنچا کر بھی روزہ رکھتی ہیں اور بعض غلط اندیش کمسن معصوم بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ انہیں روزہ کا تحمل نہیں ہوتا، یہ سب باتیں علماء وصلحاء کی صحبت سے دور رہنے اور مقصد شریعت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

فی الشامية : " فلا تبقى الفريضة مشروعة (أي عند الرخصة المسقطة للعزيمة) فإذا أراد تحصين العزيمة مع بقاء سبب الرخصة يأثم ...... واحترز بقوله (مسقطة) عن رخصة الترفيه، فإن العزيمة تبقى فيها مشروعة مع بقاء سبب الرخصة كالصوم

فی السفر ." (١/٢٦٤)

(٥) سحری میں عجلت یا تاخیر:

سحری بعض لوگ بہت جلد آدھی رات کو کھا کر فارغ ہو جاتے ہیں، ایسی تعجیل بھی گو جائز ہے، مگر سحری کی اصل حکمت (کہ روزہ میں ضعف لاحق نہ ہو اور قوت برقرار رہے) کے خلاف ہے اور بعض جگہ عوام یہ غلط اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ جب ایک بار سحری کھا کر نیت کر لی یا سو گئے تو اب کوئی چیز کھانا پینا جائز نہیں، اگرچہ رات باقی ہو۔ اس غلط اعتقاد سے توبہ کرنا واجب ہے۔ بعض اس کے برعکس سحری اتنی تاخیر سے کرتے ہیں کہ روزہ ہی مشتبہ ہو جاتا ہے، ان کی نظر نقشوں اور گھڑیوں پر ٹکی رہتی ہے حالانکہ دونوں میں غلطی کا امکان ہے۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ نقشوں اور گھڑیوں کے وقت سے بھی کچھ دیر پہلے آدمی فارغ ہو جائے۔

کچھ حضرات یہ سوچ کر کہ لوگ سحری چھوڑ دیں فجر کی اذان وقت سے کچھ پہلے دیتے ہیں، اس میں بھی بہت سی قباحتیں ہیں اس لئے اذان اپنے وقت پر ضروری ہے۔

فی الدر: " ویستحب السحور وتأخیره ." وفی الحاشیة: " ومحل الاستحباب ما إذا لم یشك فی بقاء اللیل، فإن شك كره الأكل فی الصحیح ."

(ردالمحتار مع الدر: صـ ٤١٩)

(٦) افطار میں عجلت یا تاخیر:

افطار میں بعض لوگ بہت عجلت سے کام لیتے ہیں جس سے روزہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نقشوں میں تو اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ پھر سحر و افطار کے نقشوں میں دیئے گئے اوقات یقینی نہیں ہوتے بلکہ حسابی اعتبار سے تقریبی ہوتے ہیں۔ بعض ناسمجھ ریڈیو کی اذان (خواہ وہ کسی دوسرے شہر کی ہی ہو) سن کر افطار کر دیتے ہیں، پھر ریڈیو کی اذان اور سائرن وغیرہ عموماً نقشوں کے مطابق بجائے جاتے ہیں، لہٰذا ان پر مکمل اعتماد کرنا صحیح نہیں، خصوصاً جبکہ کئی ایسے واقعات ہو بھی چکے

ہیں کہ سائرن یا اذان کے وقت آفتاب کو آنکھوں سے دیکھا گیا ہے، ۱۳ رمضان ۱۳۹۷ھ کو ریڈیو پاکستان نے چار پانچ منٹ قبل ہی اذان دینا شروع کردی، جو ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے بعد صحیح وقت پر اذان نشر کی، لاکھوں افراد نے پہلی اذان پر روزہ افطار کرکے اپنا روزہ خراب کیا، اس لئے اپنی گھڑیوں کو معیاری وقت پر رکھیں اور افطار کسی ماہر کے بنائے ہوئے نقشے میں دیئے گئے وقت کے ۳ منٹ بعد کریں، جہاں اتنے گھنٹے صبر کرلیا وہاں دو تین منٹ کا انتظار کیا مشکل ہے؟

بعض وہمی لوگ وقت ہوجانے کے باوجود افطار میں تاخیر کرتے ہیں، ایسی تاخیر حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔

افطار میں مشغول ہوکر ترکِ جماعت یا تأخیر:

کئی لوگ افطار کے بعد کھانے پینے میں اتنی دیر تک مشغول رہتے ہیں کہ مغرب کی جماعت بالکل فوت ہوجاتی ہے یا ایک دو رکعت نکل جاتی ہیں۔

مسجد کی جماعت نکل جانے پر کچھ حضرات گھر میں اپنی جماعت کرلیتے ہیں جو اکیلے نماز پڑھنے سے تو بہتر ہے مگر مسجد کی جماعت کا کسی طرح بدل نہیں۔

اس مسئلہ کا آسان حل یہ ہے کہ افطاری گھر کی بجائے مسجد میں کی جائے، لیکن اس میں مسجد کے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ کھانے کی کوئی چیز مسجد میں گرنے نہ پائے، اس میں شور وغل بلکہ بلاضرورت گفتگو بھی نہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا جائے جس سے مسجد میں آنے والے نمازیوں کو تشویش ہو۔

اگر گھر مسجد کے قریب ہو تو گھر میں بھی مختصر افطاری کے بعد تکبیرۂ تحریم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

فی الدر: "ویستحب ...... تعجیل الفطر." وفی الحاشیة: "إلا فی یوم غیم

ولا يفطر مالم يغلب على ظنه غروب الشمس وإن أذن المؤذن، بحر، وفيه عن شرح الجامع لقاضي خان، التعجيل المستحب قبل اشتباك النجوم ." (ردالمحتار مع الدر : ٢/ ٤٢٠)

فدیہ کے مسائل

روزہ پرنہ قدرت ہونہ آیندہ امید:

جس کو اتنا بڑھاپا ہوگیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب نہ اچھے ہونے کی امید ہے نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح وشام پیٹ بھر کے اس کو کھلا دے۔ اس کو فدیہ کہتے ہیں۔ اگر غلہ کے بدلے میں اسی قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہوگیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

في الدر : " فإن عجز عن الصوم لمرض لا يرجى برءه أو كبر أطعم ." وفي الحاشية : " فلو برئ وجب الصوم، رحمتي ." (رد المحتارمع الدر : ٣/ ٤٧٨)

میت نے فدیہ کی وصیت کی ہو:

جس کے ذمہ کئی روزے قضاء تھے وہ مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال سے اس کا ولی فدیہ دے دے اور کفن، دفن، قرض اداء کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی سے اگر سارا فدیہ اداء کرنا ممکن ہو تو دینا واجب ہوگا اور اگر سارا فدیہ تہائی مال سے اداء نہ ہوسکتا ہو تو جس قدر اداء ہوسکتا ہو دے دیا جائے۔

" ولو فات صوم رمضان بعذر المرض أو السفر، أو استدام المرض والسفر، حتى مات، لا قضاء عليه، لكنه إن أوصى بأن يطعم عنه صحت وصيته وان لم

تـجب عليه ويطعم عنه من ثلث ماله ...... فإن برئ المريض ...... وأدرك من الوقت بـقـدر مافاته فيلزمه قضاء جميع ما أدرك فإن لم يصم حتى أدركه الموت، فعليه أن يوصي بالفدية ." (هندية : ١/ ٢٠٧)

فدیہ کی وصیت نہ کی ہو:

اگراس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال سے فدیہ دے دیا تب بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھے کہ شاید قبول کرے اوران روزوں کا مواخذہ نہ کرے۔

بغیر وصیت کئے خود میت کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں،اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا سب وارثوں کی رضا مندی کے بغیر جائز نہیں، ہاں سب وارث نہایت خوش دلی سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے،لیکن نا بالغ وارث کی رضا کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں، بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دے دیں تو درست ہے۔

فـي الشـامية : " أما إذا لم يوص بفدية الصوم، يجوز أن يتبرع عنه وليه ...... فإن زادت الـوصية على الثلث، لا يلزم الولي إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة ." (٢/ ٧٢ ـ ٧٣)

وفـي الهندية : " فإن لم يوص وتبرع عنه الورثة جاز، ولا يلزمهم من غير إيصاء ." (١/ ٢٠٧)

فدیہ کی مقدار:

اگر کوئی بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا تو صحت کے بعد روزہ قضاء رکھنا فرض ہے،البتہ اگر صحت کی کوئی امید نہیں رہی اور آخر دم تک روزہ رکھنے کی طاقت لوٹنے سے بالکل مایوسی ہے، چھوٹے اور ٹھنڈے ایام میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو ایک روزہ کے عوض نصف صاع

گندم یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دیدے۔

فی الهندية : " ويطعم عنه وليه لكل يوم نصف صاع من بر أوصاعا من تمر أوصاعا من شعير . كذا في الهداية ." (١/٢٠٧)

نصف صاع کی مقدار:

نصف صاع بعض علماء کے قول کے مطابق پونے دوکلو کا ہوتا ہے، جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق سوا دوکلو کا ہوتا ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ سوا دوکلو گندم یا اس کی قیمت اداء کی جائے، کیونکہ اس میں فدیہ کی ادائیگی یقینی ہے۔ عبادات میں احتیاط ہی پر عمل کرنا چاہئے۔ (أحسن الفتاوىٰ : ٤/٤٣٢ ـ ٤٣٤)

فدیہ و کفارہ کافر کو دینا جائز نہیں:

فدیہ اور کفارہ کا کھانا کافر حربی (جو کسی غیر مسلم ملک میں رہتا ہو) کو دینا بالاتفاق جائز نہیں اور ذمی (جو کسی مسلم ملک میں رہتا ہو) کو دینے میں اختلاف ہے، عدم جواز راجح ہے۔ البتہ اگر کسی نے دے دیا تو کفارہ اداء ہوجائے گا۔

في الشامية : " وفي الحاوي : وإن أطعم فقراء أهل الذمة جاز، وقال أبو يوسف لا يجوز وبه نأخذ، قلت : بل صرح في كافي الحاكم بأنه لا يجوز، ولم يذكر فيه خلافا، وبه علم أنه ظاهر الرواية عن الكل ." (٣/٢٧٩)

گذشتہ سالوں کے فدیہ میں وقتِ اداء کی قیمت معتبر ہے:

اگر کسی کے چالیس سال قبل روزے قضاء ہوگئے، اب بوجہ ضعف قضاء رکھنے سے معذوری ہے، تو کیا فدیہ میں گندم کی قیمت چالیس سال قبل کی لگائی جائے گی جب روزے قضاء ہوئے تھے، یا موجود نرخ لگایا جائے گا، اگر اقساط میں فدیہ اداء کیا جائے تو نیت کے روز جو نرخ ہے وہ محسوب ہوگا، یا بوقت اداء جو نرخ ہوگا وہ واجب الاداء ہوگا؟ اس بارے میں عموماً لوگ سوال

کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فدیہ میں اصل واجب خود گیہوں ہے، قیمت اس کے قائم مقام ہے، اس لئے اگر قیمت دینا چاہے تو بہر صورت وقت اداء کے نرخ کا اعتبار ہے۔

فی الدر : " وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر ...... وکفارة غیر الإعتاق، وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء . وفی السوائم یوم الأداء إجماعا وهو الأصح . وفی الشامیة تحته (قوله وهو الاصح) أي کون المعتبر فی السوائم یوم الأداء إجماعا هو الأصح فإنه ذکر فی البدائع أنه قیل إن المعتبر عنده فیها یوم الوجوب وقیل یوم الأداء اهـ، وفی المحیط: یعتبر یوم الأداء بالإجماع وهو الأصح اهـ فهو تصحیح للقول الثانی الموافق لقولهما وعلیه فاعتبار یوم الأداء یکون متفقاً علیه عنده وعندهما ." (درمختار : ۲/ ۲۵۸)

فدیہ رمضان سے قبل دینا جائز نہیں:

رمضان سے قبل اداء کرنے سے فدیہ اداء نہ ہوگا، البتہ رمضان شروع ہونے کے بعد آیندہ ایام کا فدیہ ایک ساتھ دے سکتے ہیں۔ (أحسن الفتاوی : ٤/ ٤٣٥)

روزہ کے متفرق مسائل

روزہ پر قدرت ہو تو کھانا کھلانے سے کفارہ اداء نہ ہوگا:

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ آج سے ۳ سال پہلے میں نے ایک گناہ کر کے رمضان کا روزہ توڑ دیا تھا، جس کا کفارہ ابھی تک اداء نہیں کیا۔ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، اس لئے میں روزہ کا کفارہ دینا چاہتا ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ میں شادی شدہ بھی ہوں اور بہت سخت مزدوری کرتا ہوں، جس کی وجہ سے ۲ ماہ کے روزے رکھنا بہت مشکل ہے۔ باقی رہا مسئلہ ۶۰ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانے یا ایک مسکین کو دو ماہ دو وقت کا کھانا کھلانے کا تو اب میں مسکین کہاں سے ڈھونڈوں۔

مجھ کو تو اپنی مزدوری سے فرصت نہیں۔ مہربانی فرما کر مجھ کو کچھ اچھا سا مشورہ عنایت فرمائیں۔ اگر ایسا ہو جائے کہ آپ دو وقت کے کھانے کی کُل رقم جو ۶۰ مسکینوں کی بنتی ہے مجھے بتا دیں تو میں مدارس کے طالب علموں کو خود بانٹ دوں گا یا مجاہدین کے دفتر میں جمع کرادوں گا۔

(ن۔ب۔خوشاب)

جواب: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے آپ کا کفارہ اداء نہیں ہوگا، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے تو اس شخص کا کفارہ ادا ہوتا ہے، جو بہت بوڑھا ہو، روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور موت سے پہلے اس کی طاقت واپس آنے کی اُمید بھی نہ ہو، یا ایسا بیمار ہو کہ نہ فی الحال روزہ رکھنے پر قادر ہو اور نہ آئندہ کے لئے اس کی صحت کی اُمید ہو۔ آپ تو ماشاء اللہ صحت مند ہیں، آپ کو قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کرنے کی صورت میں دو ماہ اور پہلی تاریخ کے بعد شروع کریں تو ساٹھ دن روزے رکھنے ہوں گے اور ایک دن قضا روزہ بھی۔

چھوٹے اور ٹھنڈے دنوں میں رکھنے کی کوشش کریں، آخرت کا عذاب یاد کریں، روزہ رکھنا آسان ہو جائے گا۔ رات میں بیوی سے ہمبستری کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فی الهندية : " والأصل فيه : أن كل صوم إذا كان أصلا بنفسه ...... جاز الإطعام بدلاً عنه إذا وقع اليأس عن الصوم ." (۱/۲۰۷)

سفر کی وجہ سے رمضان اکتیس یا اٹھائیس دن کا ہوگیا:

سوال: مکہ مکرمہ میں پاکستان سے ایک یا دو روز قبل چاند دکھائی دیتا ہے، اگر کوئی شخص رمضان میں مکہ مکرمہ سے پاکستان آیا اور پاکستان میں انتیس کی شام کو چاند نظر نہ آیا تو یہ شخص کیا کرے گا؟ اگر روزہ رکھتا ہے تو اس کے اکتیس روزے ہو جائیں گے۔ اسی طرح کوئی پاکستان سے مکہ مکرمہ جائے تو اس کے اٹھائیس ہی روزے ہوں گے، اس کا کیا حکم ہے؟

(انور زیب۔ ایبٹ آباد)

جواب: اگر اہل پاکستان نے اس شخص کی رؤیت ہلال سے متعلق خبر کتب فقہ میں مذکورہ شرائط کے مطابق قبول کرلی تو اہل پاکستان اس کے قول کے مطابق عید منائیں گے اور ایک روزہ قضاء رکھیں گے اور اس آنے والے کے روزے پورے ہو جائیں گے اور اگر اس کی خبر قبول نہ کی گئی جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو یہ شخص اکتیسواں روزہ بھی رکھے گا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ عید کرے گا، مکہ مکرمہ جانے کی صورت میں اہل مکہ کے ساتھ عید کرے اور ایک روزہ قضاء رکھے۔

” ولو أكمل هذا الرجل ثلاثين يوما، لم يفطر إلا مع الإمام .“ (هندية : ١٩٨/١)

روزہ رکھ کر دوسرے ملک چلا گیا:

سوال: ایک شخص نے پاکستان میں روزہ رکھا، پھر دوسرے ملک چلا گیا تو اب وہ پاکستان کے وقت کے مطابق افطار کرے گا یا اس ملک کے وقت کے مطابق جہاں وہ گیا؟ (ضیاء الدین صدیقی۔کوئٹہ)

جواب: جہاں گیا ہے اس ملک کے وقت کے مطابق افطار کرے گا۔

نکسیر کا خون اندر جانا مفسد ہے:

سوال: نکسیر کا خون حلق سے پیٹ میں چلا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزہ ٹوٹ جائے گا، صرف قضاء واجب ہے، کفارہ نہیں۔

روزہ میں سانپ نے کاٹ لیا:

سوال: کیا سانپ کے کاٹنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (بشیر۔کراچی)

جواب: سانپ، بچھو وغیرہ کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

رمضان میں ایام روکنے والی دواء کا استعمال:

سوال: اگر کوئی عورت قضاء سے بچنے کی یہ تدبیر کرتی ہے کہ ایام (حیض) روکنے والی دوائیں استعمال کرتی ہے تو یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ اس سے روزہ پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا؟ (ایک خاتون۔کراچی)

جواب: جب تک ایام نہ آئیں، روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، روزہ صحیح ہو جائے گا۔ البتہ ایسی دواؤں کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ کسی ناپاک چیز سے بنی ہوئی نہ ہوں اور صحت کے لئے مضر نہ ہوں۔

پہلی کے چاند کا چھوٹا بڑا ہونا:

سوال: بسا اوقات رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق پہلی کا چاند نسبتاً بڑا نظر آتا ہے، جس سے لوگ شبہ میں پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید یہ دو تاریخ کا چاند ہے، اس بارے میں شریعت کی تعلیم کیا ہے؟ (عبداللہ۔کراچی)

جواب: چاند کے چھوٹا بڑا ہونے کا شریعت میں اعتبار نہیں بلکہ ہلال کمیٹی کے قواعد شرعیہ کے مطابق کئے ہوئے اعلان کا اعتبار ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت ابوالبختری کہتے ہیں کہ ہم لوگ عمرے کے سفر پر نکلے، جب بطن نخلہ میں پہنچے تو ہم نے (رمضان کا) چاند دیکھا، بعض ساتھی کہنے لگے یہ دو راتوں کا چاند ہے، بعض نے کہا یہ تو تین راتوں کا ہے، جب ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جا کر ملے تو ان سے یہ قصہ عرض کیا۔ انہوں نے پوچھا: ”کس رات تم نے دیکھا تھا؟“ ہم نے کہا فلاں رات کو، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”یہ اسی رات کا ہے، جس میں تم نے اس کو دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے رمضان کا وقت چاند دیکھنا مقرر فرمایا ہے۔“ (رواہ مسلم ، مشکوٰۃ مع المرقاۃ : ٤/٤٧٤)

اس حدیث کے ذیل میں ملاّ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ پہلی کے چاند موٹے اور بڑے دکھائی دیں گے۔ (مرقاۃ : ٤/ ٤٧٤)

اسی وجہ سے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے پہلی کے چاند کا حجم بڑا دیکھ کر اس طرح کے شبہات کا تذکرہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ردالمحتار : ٣/ ٣٥٤)

شادی کے بعد پہلا رمضان میکے میں گذارنا:

سوال: جب کسی شخص کی شادی ہوتی ہے، شادی کے بعد آنے والا پہلا رمضان لڑکی اپنے والدین کے گھر گذارتی ہے اور اس کو لڑکی کے حقوق میں سمجھا جاتا ہے، اس عمل پر نہ شوہر راضی ہوتا ہے، نہ بیوی، بلکہ محض برادری کے طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے مجبوراً اس پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے؟

جواب: شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، محض بے اصل رسم ہے۔ شریعت کی طرف سے آزادی ہے، لڑکی شوہر کی مرضی سے چاہے میکے میں رمضان گذارے یا شوہر کے گھر گذارے، شریعت کی دی ہوئی اس آزادی کو اپنی طرف سے ختم کرنا اور لڑکی اور اس کے شوہر کو نہ چاہتے ہوئے بھی اس رسم پر مجبور کرنا گناہ کی بات ہے، ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

اذان کے اختتام تک کھاتے رہنا:

سوال: ایک آدمی دیر سے اُٹھا، جب سحری کا وقت ۵ یا ١٠ منٹ رہ گیا تو اس نے کھانا شروع کیا اور وہ اذان کے مکمل ہونے تک سحری کھاتا رہا تو کیا اُس کا روزہ ہوگیا یا نہیں؟ نیز سحری کا وقت صحیح کہاں سے کہاں تک ہوتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔ (ثقلین عباس۔ پیر کوٹ، جھنگ)

جواب: اصل طریقہ یہ ہے کہ اپنی گھڑیاں معیاری وقت پر رکھی جائیں اور کسی مستند اور ماہر کے بنائے ہوئے اوقات کے نقشے میں دیئے گئے وقت سے پانچ منٹ پہلے سحری بند کردی

جائے۔ مساجد، ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کی اذانوں پر انحصار نہ کیا جائے، کیونکہ بسا اوقات وقت سے پہلے یا بعد میں بھی اذانیں دی گئی ہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر نقشے کے وقت سے پہلے سحری بند کرلی تھی تو روزہ ہوگیا، اگر یقیناً معلوم ہوسکے کہ صبحِ صادق کے بعد سحری کی ہے تو پھر قضاء لازم ہے اگر یقینی طور پر یہ معلوم نہ ہوسکے تو شک کی صورت میں قضاء کا حکم بالکل نہیں، البتہ غالب ظن اگر یہ ہو کہ وقت کے بعد سحری کرلی ہے تو احتیاطاً قضاء کرلیں۔

فی الهندية : "وإذا شك فی الفجر، فالأفضل أن يدع الأكل، ولو أكل فصومه تام، مالم يتيقن أنه أكل بعد الفجر، فيقضی حينئذ كذا فی فتح القدير . وان كان أكبر رأيه أنه تسحر والفجر طالع، فعليه قضاءه، عملا بغالب الرأی وفيه الاحتياط، وعلی ظاهر الرواية لا قضاء عليه، كذا فی الهداية، وهو الصحيح كذا فی السراج الوهاج ." (هندية : ١٩٥/١ ، ومثله فی البدائع : ٦٣٣/٢)

سحری صبح صادق کے قریب رات کے آخری حصّے میں کھانا مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح)

اگر بہت سویرے کھائی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

سحری میں جگانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال:

سوال: شہر میں حکومت کی طرف سے بجائے جانے والے سائرن کی آواز اتنی ہوتی ہے کہ تقریباً ہر گھر میں بآسانی پہنچ جاتی ہے، مگر سائرن بجتے ہی مسجدوں میں شور برپا ہوجاتا ہے اور کئی لوگ سحری سے قبل ۳ بجے ہی لوگوں کو اٹھانا شروع کردیتے ہیں اور تقریباً ۲ گھنٹے تک یہی آواز آتی رہتی ہے کہ اُٹھو اُٹھو، جلدی کرو، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

(ابن عبدالغفار۔ چینوٹ)

جواب: مروجہ طریقہ جس میں تسلسل کے ساتھ یا کچھ کچھ وقفہ سے بار بار یہ اعلان کیا جاتا ہے، کئی قباحتوں پر مشتمل ہے:

(۱) یہ طریقہ متوارث ومنقول نہیں۔

(۲) لوگوں کی عبادت میں خلل کا ذریعہ ہے۔

(۳) اس سے مریض وضعیف افراد کو ایذا پہنچتی ہے۔

(٤) مسجد کے لاؤڈ اسپیکر اور بجلی کا بے جا استعمال لازم آتا ہے۔

لہٰذا مذکورہ طریقہ کسی طرح بھی درست نہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔

اختتام

arranged by:

Abu Zubair [inbox0313@yahoo.com]